دوشہروں کی آبادی مل جائے، تونماز میں قصر کا حکم

ریفرنس نمبر: JTL-0210

تاریخ: 17-12-2021

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دو مستقل شہر جو اب مل گئے ہیں، اگر ایک کا شہری دوسرے شہر کی جانب سے سفر شرعی کا آغاز کرے، تو کیا قصر کرنے کے لیے اسے دوسرا شہر بھی پار کرنا ہو گا یا اپنے شہر کی آبادی سے نکلتے ہی وہ قصر کرے گا، جبکہ ابھی وہ متصل شہر میں ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

ایسے دو شہر جو عرفاً قانوناً مستقل ہوں اور ان کی آبادی آپس میں مل گئی ہو، اگر ان میں سے ایک کا شہری دوسرے ملے ہوئے شہر کی جانب سے سفر شرعی کا آغاز کرے، تو اپنے شہر کی حدود سے نکلتے ہی وہ قصر کرے گا، اگرچہ وہ دوسرے شہر متصل کی آبادی میں ہو، کیونکہ سفر شرعی وقصر کے لیے اپنے شہر کی آبادی سے نکلنے کا اعتبار ہے اور جو اپنے شہر سے متصل آبادی اسی شہر کے تابع ہو، تو اس سے بھی نکل جانا ضروری ہے، کیونکہ یہ اسی شہر کے حکم میں ہوتی ہے، جبکہ ایسے دو شہر جو دونوں مستقل شہر ہوں تو عرفاً ایک سے دوسرے میں داخل ہونے والا اپنے شہر کی آبادی سے نکلنے والا ہی کہلاتا ہے اور شرعاً مسافر بننے اور قصر شرعی کرنے کے لیے یہی مدار ہے کہ اپنے شہر کی آبادی سے نکل جائے، لہٰذا اپنے شہر سے خارج ہوتے ہی وہ قصر کرے گا، اگرچہ دوسرے شہر میں موجود ہو۔

مسافر بننے اور قصر کرنے کے لیے اپنے شہر اور اس کی آبادی سے نکلنے کا اعتبار ہے، فتاوی ہندیہ میں ہے: "قال محمد رحمه الله تعالى: يقصر حين **يخرج من مصره** ويخلف دور المصر, كذا في المحيط "ترجمہ: امام محمد رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا: آدمی جب اپنے شہر سے نکل جائے اور اس کے شہر کے گھر پیچھے رہ جائیں، تو اس وقت وہ قصر شروع کرے گا، ایسا ہی محیط میں ہے۔ **(الفتاوی الھندیۃ، جلد1، صفحہ139، دار الفکر، بیروت)**

شہر اور اس کی آبادی سے نکلنے کا اعتبار ہے نہ کہ دوسرے شہر کی، جیسا کہ فتاوی تاتارخانیہ کی اس عبارت سے مفہوم ہوتا ہے: "وفي الغياثية: والمعتبر من الخروج أن يجاوز المصر وعمراناته هو المختار وعليه الفتوى..... **فعرفنا أن الشرط أن يتخلف عن عمرانات المصر لا غير** "ترجمہ: اور غیاثیہ میں ہے: نکلنے میں معتبر یہ ہے کہ (اپنے) شہر اور اس کی آبادی سے نکل جائے۔ یہی مختار

ہے اور اسی پر فتوی ہے۔۔۔ تو ہمیں معلوم ہوا کہ شرط شہر کی آبادی کو پیچھے چھوڑنا ہے، نہ کہ غیر۔

(فتاوی تاتار خانیہ، جلد2، صفحہ494، مطبوعہ کوئٹہ)

اگر یہ سوال کیا جائے کہ شہر سے متصل اگر کوئی بستی ہو تو قصر کرنے کے لیے اس سے بھی تجاوز کرنا ضروری ہے، تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب آبادی متصل ہو، چاہے دوسرے شہر کی ہی ہو، تو بھی قصر کے لیے اس کی آبادی سے تجاوز ضروری ہوگا، جیسا کہ امام ابن ہمام رحمۃ اللہ تعالی علیہ فتاوی قاضی خان کے حوالے سے لکھتے ہیں: ”إن كان بينه وبين المصر أقل من قدر غلوة ولم يكن بينهما مزرعة يعتبر مجاوزة الفناء أيضا، وإن كان بينهما مزرعة أو كانت المسافة بينه وبين المصر قدر غلوة يعتبر مجاوزة عمران المصر هذا، وإذا كانت قرية أو قرى متصلة بربض المصر لا يقصر حتى يجاوزها“ ترجمہ: اگر شہر کی فناء اور شہر کے درمیان ایک غلوہ (چار سو گز) کی مقدار سے کم فاصلہ ہے اور درمیان میں زراعت و کھیتی نہیں ہے، تو اس فناء سے بھی آگے گزر جانے کا اعتبار ہوگا اور اگر درمیان میں کھیتی ہے یا فنائے شہر اور شہر کے درمیان ایک غلوہ سے زیادہ فاصلہ ہے تو شہر کی آبادی سے باہر ہو جانے کا اعتبار ہے اور اگر شہر کی حدود کے ساتھ ایک بستی یا زیادہ بستیاں متصل ہیں تو اب وہ قصر نماز نہیں پڑھ سکتا جب تک وہ ان بستیوں سے آگے نہ نکل جائے۔

(فتح القدیر، جلد2، صفحہ33، دار الفکر، بیروت)

تو اس کا جواب یہ ہے کہ شہر سے متصل بستیاں چونکہ شہر کے تابع ہوتی ہیں، تو وہ شہر کے حکم میں ہوتی ہیں، لیکن ہماری صورت میں دوسرا شہر مستقل ہے، وہ پہلے کے تابع نہیں، لہذا اس میں متصل بستیوں والے احکام نہیں ہوں گے، نیز اپنے شہر سے دوسرے متصل شہر میں جانے والا اپنے شہر سے خارج کہلاتا ہے اور یہی قصر کرنے کا مدار ہے۔ در مختار میں ہے: ”من خرج من عمارة موضع إقامته“ ترجمہ: جو اپنے رہائشی مقام کی آبادی سے نکل جائے۔

جو شے کسی شہر سے متصل، شہر کے تابع ہو، وہ شہر کے حکم میں ہوتی ہے اور اس سے تجاوز قصر کے لیے ضروری ہوتا ہے اور جو شے متصل ہو اگر وہ شہر کے تابع نہ ہو، تو وہ شہر کے حکم میں نہیں، اگرچہ اس شہر کے لوگ وہاں سال بھر رہتے ہوں، جیسا کہ رد المحتار میں ہے: ”أشار إلى أنه **يشترط مفارقة ما كان من توابع موضع الإقامة** كربض المصر وهو ما حول المدينة من بيوت ومساكن فإنه في حكم المصر وكذا القرى المتصلة بالربض في الصحيح بخلاف البساتين ولو متصلة بالبناء **لأنها ليست من البلدة** ولو سكنها أهل البلدة في جميع السنة أو بعضها“ ترجمہ: اس طرف اشارہ کیا کہ جو رہائش گاہ کے توابع ہیں، جیسا کہ شہر کا گرد و نواح یعنی جو شہر کے ارد گرد گھر اور رہائش گاہیں ہوتی ہیں، کیونکہ یہ شہر کے حکم میں ہوتی ہیں، اسی طرح سے شہر کے ارد گرد جو بستیاں شہر سے متصل ہوتی ہیں، صحیح قول کے مطابق (وہ بھی شہر کے حکم میں ہیں، کیونکہ وہ شہر کے تابع ہیں) بخلاف کھیتوں اور باغات کے، اگرچہ وہ آبادی سے متصل ہوں،

کیونکہ وہ شہر میں سے نہیں، اگرچہ اس شہر کے افراد سال بھر یا سال کا کچھ عرصہ وہاں سکونت پذیر رہیں۔

(درمختار مع ردالمحتار، جلد2، صفحہ121، مطبوعہ دارالفکر، بیروت)

جیسے کوفہ اور حیرہ کہ ان دونوں شہروں کی آبادی آپس میں متصل ہے، جس کی تصریح مبسوط سرخسی میں یوں ہے:" وكذلك فيما بين الحيرة والكوفة كان يندر ذلك لكثرة العمران واتصال عمران أحد الموضعين بالموضع الآخر "ترجمہ: اوراسی طرح حیرہ اور کوفہ کے درمیان ڈاکا ڈالنے کا حکم ہے اوران کے درمیان ڈاکا نادراً ہی پڑے گا آبادی کی کثرت کی وجہ سے اور دونوں مقامات میں سے ایک کی آبادی دوسرے کے ساتھ متصل ہونے کی وجہ سے۔

(المبسوط للسرخسی، باب قطاع الطریق، جلد09، صفحہ201، بیروت)

اسی طرح فتح القدیر میں دونوں کی آبادی کے متصل ہونے کی صراحت یوں ہے:" (قوله: ومن قطع الطريق ليلا أو نهارا في المصر أو بين الكوفة والحيرة) وهي منزل النعمان بن المنذر قريب من الكوفة بحيث يتصل عمران إحداهما بالأخرى "ترجمہ: صاحب ہدایہ کا قول ہے: اور جس نے دن یارات میں شہر میں ڈاکا ڈالا یا کوفہ وحیرہ کے درمیان ڈاکا ڈالا، اور حیرہ نعمان بن منذر کی منزل ہے اور یہ کوفہ کے اس طرح قریب ہے کہ ان میں سے ایک آبادی دوسرے کے ساتھ متصل ہے۔ **(فتح القدیر، باب قطع الطریق، ج05، ص431، بیروت)**

اور کوفہ اور حیرہ کے ملے ہوئے ہونے کے باوجود جب کوئی حیرہ سے سفر شرعی پر نکلے اور کوفہ سے گزرے، تو کوفہ میں وہ مسافر ہوگا اور قصر کرے گا، جیسا کہ مبسوط سرخسی میں یوں ہے:" قال: (خراساني قدم الكوفة فأقام بها شهرا ثم خرج منها إلى الحيرة فوطن نفسه على إقامة خمسة عشر يوما ثم خرج منها يريد خراسان ويمر بالكوفة، فإنه يصلي ركعتين)؛ لأن وطنه بالكوفة كان وطنا مستعارا فانتقض بمثله۔۔۔ **حين توطن بالحيرة خمسة عشر يوما كان هذا وطنا مستعارا له فانتقض به وطنه بالكوفة والتحق بمن لم يدخلها قط فلهذا يصلي بها ركعتين** "ترجمہ: امام محمد علیہ الرحمۃ نے فرمایا: کوئی خراسانی کوفہ آیا، تو وہ ایک مہینا رہا، پھر وہاں سے حیرہ کی طرف نکلا، تو وہاں پندرہ دن رہنے کی نیت سے اسے اپنا وطن بنایا، پھر وہاں سے خراسان کے ارادے سے نکلا اور کوفہ سے گزرا، تو وہ دو رکعتیں ادا کرے گا، کیونکہ کوفہ میں اس کا عارضی وطن تھا، جو اس کی مثل کے ساتھ ختم ہوگیا، جب اس نے حیرہ کو پندرہ دن کے لیے وطن بنایا، تو یہ اس کا عارضی وطن تھا، پس اس کی وجہ سے اس کا کوفہ کا وطن ختم ہوگیا اور وہ اس کی طرح ہوگیا جو کوفہ میں کبھی داخل ہی نہیں ہوا، پس اسی وجہ سے وہ کوفہ میں دو رکعتیں ادا کرے گا۔ **(المبسوط للسرخسی، باب صلوۃ المسافر، جلد01، صفحہ253، بیروت)**

اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے اگر کسی مسافر نے دو جگہوں پر 15 دن قیام کرنے کی نیت کی، تو فقہاء فرماتے ہیں اگر یہ دونوں جگہیں الگ الگ مستقل حیثیت رکھتی ہیں، تو پھر اس کی اقامت درست نہیں، بلکہ یہ مسافر ہی رہے گا اور اگر ایک جگہ

دوسری کے تابع ہے، تو پھر اس کی نیت درست ہے کہ اب یہ ایک ہی جگہ کے حکم میں ہے، چنانچہ درر شرح غرر میں ہے:

"(فيقصر إن نوى) الإقامة (في أقل منه) أي من نصف شهر (أو فيه) لكن (بموضعين مستقلين) كمكة ومنى فإنه يقصر إذ لا يصير مقيما فأما إذا تبع أحدهما الآخر بأن كانت القرية قريبة من المصر بحيث تجب الجمعة على ساكنها فإنه يصير مقيما بنية الإقامة فيهما فيتم بدخول أحدهما؛ لأنهما في الحكم كموضع واحد" ملتقطا ترجمہ: لہٰذا مسافر نے اگر آدھے ماہ سے کم رہنے کی نیت کی، تو وہ قصر نماز پڑھے گا اور اگر آدھا ماہ رکنے کی نیت کی، لیکن دو مستقل جگہوں پر رکنے کی نیت ہے، جیسے مکہ اور منی تو اب یہ قصر کرے گا، کیونکہ وہ مقیم نہیں کہلائے گا۔ بہر حال اگر دونوں جگہوں میں سے ایک جگہ دوسرے کے تابع ہے، مثلا: ایک بستی شہر سے اتنا قریب ہے کہ بستی کے لوگوں پر (شہر میں آکر) جمعہ پڑھنا واجب ہوتا ہے، تو اب یہ شخص ان دونوں جگہوں پر رکنے کی نیت کرنے سے بھی مقیم ہو جائے گا اور کسی ایک میں بھی داخل ہو گیا، تو پوری نماز پڑھے گا، کیونکہ یہ دونوں ایک جگہ کے حکم میں ہیں۔

(درر الحکام شرح غرر الأحکام، جلد1، صفحہ133، دار احیاء الکتب العربیۃ)

نہر الفائق میں ہے: "(لا) يتم إذا نوى الإقامة (بمكة ومنى) ونحوهما من مكانين كل منهما أصل بنفسه.... بخلاف ما إذا كان أحدهما تبعًا للآخر، كالقرية إذا قربت من المصر بحيث تجب الجمعة على ساكنها، لأنها في حكم المصر "ترجمہ: اگر اس نے مکہ اور منیٰ یا اس طرح کی ایسی دو جگہوں میں پندرہ دن رہنے کی نیت کی کہ ان میں سے ہر ایک فی نفسہ مستقل ہے، تو اب یہ شخص پوری نماز نہیں پڑھے گا، بخلاف اس کے کہ اگر ان میں سے ایک جگہ دوسرے کے تابع ہو، جیسے ایک بستی جو شہر سے بالکل اتنا قریب ہے کہ بستی والوں پر جمعہ واجب ہوتا ہے (تو اس صورت میں یہ پوری نماز پڑھے گا) کیونکہ اب یہ بستی شہر کے حکم میں ہے۔ **(النہر الفائق، جلد1، صفحہ346، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)**

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ایک شہر جب دوسرے کے تابع نہیں، مستقل شہر ہے، تو ایک کے رہائشی کے لیے اپنے شہر کی حدود سے تجاوز کرتے ہی قصر کرنا واجب ہو گا، اگرچہ وہ دوسرے متصل شہر کی آبادی میں ہو۔

واللہ اعلم عزوجل **و رسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــــــہ

مفتی ابو الحسن محمد ہاشم خان عطاری

12 جمادی الأولی 1443ھ / 17 دسمبر 2021ء

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج daruliftaahlesunnat/ اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net/ کے ذریعے کی جاسکتی ہے